يا الله مَدد

عید کے دن جمعہ ہو تو نماز جمعہ پڑھنا بھی ضروری ہے

از افادات

متکلمِ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن
دامت برکاتہم العالیہ

امیر: عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

احناف میڈیا سروس

فہرست رسالہ

"عید کے دن جمعہ ہو تو نمازِ جمعہ پڑھنا بھی ضروری ہے"

فہرست رسالہ

"عید کے دن جمعہ ہو تو نمازِ جمعہ پڑھنا بھی ضروری ہے"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید کے دن جمعہ ہو تو پڑھنا ضروری ہے

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

اگر کسی دن عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو دونوں کا ادا کرنا ضروری ہے۔

1: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م150ھ) فرماتے ہیں:

عِيدانِ اجتَمَعَا في يومٍ واحدٍ فالاول سنةٌ والآخر فريضةٌ ولا يُترَكُ واحدٌ منهما

(جامع الصغیر ص 113 باب فی العیدین والصلوٰۃ بعرفات)

ترجمہ: جب دو عیدیں (عید اور جمعہ) ایک دن اکٹھی ہو جائیں تو اول سنت ہے (یعنی ثابت بالسنت ہے) اور دوسری فرض ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑا جائے۔

نوٹ: "عید سنت ہے" کا مطلب بیان کرتے ہوئے علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لِأَنَّ مُرَادَهُ ثَبَتَ وُجُوبُهُ بِالسُّنَّةِ وَلِهَذَا قال وَلَا يُتْرَكُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا

(تبیین الحقائق: ج1 ص538 باب صلاۃ العیدین)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ نمازِ عید کا وجوب سنت سے ثابت ہے، اس کی دلیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اگلا قول ہے: "وَلَا يُتْرَكُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا" کہ ان دونوں میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑا جائے۔

2: امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م204ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ هٰذَا لِأَحَدٍ من أَهْلِ الْمِصْرِ أَنْ يَدَعُوا أَنْ يُجَمِّعُوا إلَّا من عُذْرٍ يَجُوزُ لهم بِهِ تَرْكُ الْجُمُعَةِ وَإِنْ كان يومَ عِيدٍ ... وَهَكَذَا إنْ كَانَ يومَ الْأَضْحَى لَا يَخْتَلِفُ، إذَا كَانَ بِبَلَدٍ يُجَمَّعُ فيه الْجُمُعَةُ ويُصَلَّى الْعِيدُ وَلَا يُصَلِّي أَهْلُ مِنًى صَلَاةَ الْأَضْحَى وَلَا الْجُمُعَةَ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِمِصْرٍ.

(کتاب الام للشافعی: ج1 ص428 کتاب صلاۃ العیدین- باب اجتماع العیدین)

ترجمہ: کسی شہری کے لیے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی عذر شدید کے جمعہ ترک کرے اگرچہ عید کا دن ہی کیوں نہ ہو۔ اور بغیر اختلاف کے عید الاضحیٰ کا یہی حکم ہے جب آدمی ایسے شہر میں ہو جہاں جمعہ اور عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اہل منیٰ عید الاضحیٰ اور جمعہ کی نماز نہ پڑھیں کیونکہ منیٰ مصر (شہر) نہیں ہے۔

3: امام ابن عبد البر المالکی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) فرماتے ہیں:

وأما القول الأول إن الجمعة تسقط بالعيد ولا تصلى ظهراً ولا جمعةً فقول بَيِّنُ الفساد وظاهرُ الخطأ متروكٌ مهجورٌ لا يُعَرَّجُ عليه

(التمہید لابن عبد البر: ج4 ص401 تحت الحدیث: الواحد والاربعون)

ترجمہ: پہلا قول کہ "عید کی وجہ سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے، اس کے بعد آپ نے ظہر پڑھیں نہ جمعہ" تو یہ قول بالکل فاسد ہے، اس کا غلط ہونا ظاہر ہے، یہ قول متروک و مہجور ہے اور اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

4: علامہ ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ [م620ھ] لکھتے ہیں:

وقال أكثر الفقهاء تجب الجمعة لعموم الآية والأخبار الدالة على وجوبها ولأنهما صلاتان واجبتان فلم تسقط إحداهما

بالأخرى كالظهر مع العيد

(المغنی لابن قدامۃ: ج3 ص84 - مسألۃ و فصل: اتفاق الجمعۃ والعید فی یوم واحد)

ترجمہ: اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ (عید کے دن جمعہ آج آجائے تو) جمعہ ادا کرنا بھی واجب ہے اس لیے کہ آیت قرآنی کے عموم اور احادیث مبارکہ سے جمعہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دونوں نمازیں واجب ہیں، لہذا ایک کی وجہ سے دوسری کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

تنبیہ: بعض حضرات نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سقوطِ جمعہ کی نسبت کی ہے لیکن شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ قول ان کی کتب میں نہیں ملا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

انی لم اجدہ فی فروعھم من الروض وغیرہ

(اوجز المسالک: ج3 ص428 باب الامر بالصلاۃ قبل الخطبۃ فی العیدین)

ترجمہ: مجھے یہ قول فقہ حنبلی کی فروعات (پر مشتمل کتابوں) مثلاً روض وغیرہ میں نہیں ملا۔

مذہب غیر مقلدین:

اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس دن جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے چاہے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے۔ نیز راجح قول کے مطابق اس دن نماز ظہر بھی کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔

1: نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:

والجمعة فی یوم العید رخصة مطلقا لاهل البلد وغیرهم فان شاء صلی العید والجمعة کلیهما وان شاء صلی العید فقط ولم یصلی الجمعة وفی سقوط الظهر خلاف والحق جواز ترکه ایضاً

(نزل الابرار ج1 ص155)

ترجمہ: عید کے دن جمعہ کی رخصت ہے شہری اور غیر شہری سب کے لیے۔ اگر یہ لوگ چاہیں تو عید اور جمعہ دونوں پڑھ لیں، اگر چاہیں تو صرف عید پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھیں البتہ ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اس دن ظہر نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

2: نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں:

وچوں جمعہ وعید فراہم آیند دریک روز جمعہ رخصت باشد وظاہر آنست کہ ایں رخصت عام است از برائے امام وسائر مردم

(عرف الجادی: ص43)

ترجمہ: جب جمعہ اور عید ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو جمعہ میں رخصت ہو گی اور ظاہر ہے کہ یہ رخصت امام اور تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔

3: میاں نذیر حسین صاحب سے ایک سوال ہوا:

"اگر اتفاق سے عید اور جمعہ دونوں ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو اس میں جمعہ کا پڑھنا رخصت ہے یا نہیں؟ زید ایسے دنوں میں جمعہ ادا نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں ایک سنت مردہ کو زندہ کرتا ہوں یہ کہنا کیسا ہے؟"

اس سوال کے جواب میں آپ کے شاگرد مولوی عبد الرحیم صاحب لکھتے ہیں: "جب عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو اس دن اختیار ہے جس کا جی چاہے جمعہ پڑھے اور جس کا نہ چاہے نہ پڑھے اور ایسے دنوں میں زید جو نماز ادا نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں ایک مردہ سنت کو زندہ کرتا ہوں سو اس کا یہ کہنا اچھا ہے۔"

(فتاویٰ نذیریہ: ج1 ص573)

یاد رہے کہ اس فتوی کی تصدیق میاں نذیر حسین صاحب نے کی ہے۔

4: محمد عبد اللہ امر تسری روپڑی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ کہ عید کے بعد جمعہ کے لیے بھی حاضری ضروری ہوتی تو عید کی خوشی میں رکاوٹ اور بے لطفی سی پیدا ہو جاتی۔"

(فتاویٰ علماء حدیث: ج4ص193)

5: عبد الرحمٰن عزیز صاحب لکھتے ہیں:

"عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے ہو جائیں تو عید لازمی پڑھنی چاہیے لیکن جمعہ ادا کرنے کی رخصت ہے۔"

(صحیح نماز نبوی: ص417)

یاد رہے کہ اس کتاب پر مبشر احمد ربانی اور حافظ عبد اللہ رفیق نے نظر ثانی کی ہے۔

6: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن لکھتے ہیں:

"عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد جمع پڑھ لیں یا ظہر، اختیار ہے۔"

(نماز نبوی: ص322)

اس کتاب کی تصحیح و تنقیح حافظ صلاح الدین یوسف اور عبد الصمد رفیقی صاحب نے کی ہے۔

دلائل اہل السنت والجماعت

دلیل نمبر 1:

جمعہ کی فرضیت نصِ قطعی سے ثابت ہے اور بلا عذر جمعہ ترک کرنے پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

1: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

(سورۃ الجمعہ: 9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

2: عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللهُ عَنْهُ وَاللهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔

(سنن الدار قطنی ص273، باب من تجب علیہ الجمعۃ، رقم الحدیث 1560، السنن الکبریٰ للبیہقی ج3 ص184 باب من لا تلزمہ الجمعۃ)

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے، اور غلام کے۔ پس جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغول رہ کر اس سے غافل رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹالے گا اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریف کے قابل ہے۔

3: عَنْ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقُ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ۔

(صحیح مسلم ج1ص263 باب فضل صلوۃ الجماعۃ وبیان التشدید الخ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں، فرمایا: میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر میں ان لوگوں کو ان کے گھروں میں آگ لگا دوں جو نماز جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔

اس آیت و روایات میں مراکز تجارت مثلاً شہر و مضافات شہر میں رہنے والے مسلمانوں پر جمعہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور بلا عذر چھوڑنے پر سخت وعید کی گئی ہے۔ آیت میں چونکہ فرضیت جمعہ کا عموم ہے اور یہ عموم قطعی ہے اس لیے اس کا حکم عید و غیر عید تمام ایام کے لیے عام ہو گا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لأن الله يقول {إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ} ولم يخص يوم عيد من غيره.

(التمہید لابن عبد البر: ج4 ص 401 تحت الحدیث: الواحد والاربعون)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو الخ" اس میں عید کے دن کی کوئی تخصیص نہیں کی (کہ اس دن جمعہ میں اختیار ہے، پڑھو یا چھوڑ دو)

اس قطعی عموم کو ختم کرنے لیے دلیل ایسی دی جائے جو اس درجہ قطعی ہو لیکن ذخیرہ احادیث میں ایسی قطعی دلیل نہیں جو اس عموم کو ختم کر سکے۔ اس لیے عید والے دن جمعہ ہو تب بھی پڑھنا فرض ہے۔

دلیل نمبر 2:

عن النعمان بن بشير قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في العيدين وفي الجمعة بسبح اسم ربك الأعلى وهل أتاك حديث الغاشية قال وإذا اجتمع العيد والجمعة في يوم واحد يقرأ بهما أيضا في الصلاتين

(صحیح مسلم: ج1 ص 351 کتاب الجمعۃ- باب مایقرا فی صلاۃ الجمعۃ، سنن النسائی: ج1 ص 201 باب القراءۃ فی العیدین)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں اور جمعہ میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور "هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ" پڑھتے تھے۔ جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید اور جمعہ جس دن اکٹھا ہو جائے تو آپ کا طریقہ دونوں نمازوں کی ادائیگی کا تھا۔

دلیل نمبر 3:

أن عليا كان إذا اجتمعا في يوم واحد صلى في أول النهار العيد وصلى في آخر النهار الجمعة

(مصنف عبد الرزاق: ج3 ص177 باب اجتماع العیدین رقم الحدیث 5750)

ترجمہ: جس دن عید اور جمعہ ایک ہی دن جمع ہو جاتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دن کے اول حصہ میں عید اور دوسرے حصہ میں جمعہ پڑھتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں۔ عید اور جمعہ ایک دن جمع ہونے کے باوجود ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا فرما رہے ہیں اور یہ ادائیگی بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کی موجودگی میں تھی۔ یہ دلیل ہے کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کو ترک نہیں کیا جا سکتا بلکہ دونوں کی ادائیگی اپنے اپنے وقت میں کرنا ضروری ہے۔

دلیل نمبر 4:

نماز عید "تطوع" (فرائض سے الگ ایک عبادت) ہے اور نماز جمعہ "فرض" ہے۔ تطوع کی وجہ سے فرض کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ چنانچہ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

الجمعة فرض والعيد تطوع والتطوع لا يسقط الفرض

(المحلی لابن حزم ج3 ص304)

ترجمہ: جمعہ فرض ہے اور عید تطوع ہے اور تطوع فرض کو ساقط نہیں کرتا۔

فائدہ:

یہاں سے ایسے دلائل پیش کیے جارہے ہیں جن میں بروزِ عید شہریوں کو توجمعہ کا پابند بنایا گیا ہے البتہ دیہات کے رہائشیوں کو اجازت دی گئی ہے کہ جمعہ پڑھیں یا اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ اس لیے کہ قرآن وسنت کے دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمعہ کی فرضیت کے لیے شہر یا مضافاتِ شہر کا ہونا ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں:

[1]: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

(سورۃ الجمعۃ :9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

اس آیت میں اذانِ جمعہ کے سنتے ہی خرید وفروخت چھوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے اشارہ ہے کہ جمعہ وہاں ہوگا جہاں خرید وفروخت کا سلسلہ جاری ہو اور ظاہر ہے کہ دیہات خرید وفروخت اور تجارت کی جگہ نہیں ہوتے بلکہ کاروباری مراکز شہر یا قریہ کبیرہ میں ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دیہات میں جمعہ کا محل نہیں ہوتا۔

[2]: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ اَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ ۔

(صحیح البخاری ج1 ص122 باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے شہر "جواثی" میں عبد القیس کی مسجد میں پڑھا گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ عَبْدَ الْقَيْسِ لَمْ يُجَمِّعُوْا اِلَّا بِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(فتح الباری ج2 ص489 باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ قبیلہ عبد القیس والوں نے نماز جمعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہی قائم کیا تھا۔

بتصریح قاضی عیاض وفد عبد القیس 8ھ کو فتح مکہ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(شرح مسلم للنووی ج1 ص34، فتح الملہم للعثمانی ج1 ص524)

اس سے معلوم ہوا کہ 8ھ سے قبل مسجد نبوی سے پہلے کسی اور مقام میں جمعہ نہیں ہوتا تھا، حالانکہ اس وقت تک اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا۔ بیسیوں بستیاں مسلمانوں کی آباد ہو چکی تھیں، مگر جمعۃ کہیں نہیں ہوتا تھا۔ معلوم ہوا کہ دیہات جمعہ کا محل نہیں ہے۔

فائدہ: سنن ابو داؤد کی روایت میں جواثی کو "قریہ" کہا گیا ہے۔ اس سے یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ "جواثی" ایک دیہات تھا۔ اس لیے کہ قریہ کا لفظ خود قرآن کریم میں شہروں پر بھی بولا گیا ہے مثلاً:

"وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ"

(سورۃ الزخرف:31)

ترجمہ: کفار کہنے لگے یہ قرآن دو قریوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اتارا گیا۔

ان دو قریوں سے مکہ اور طائف کے شہر مراد ہیں۔ معلوم ہوا کہ شہر پر بھی "قریہ" کا اطلاق لغت عرب میں عام ہے۔ نیز محققین حضرات نے بھی

تصریح کی ہے کہ "جواثی" شہر تھا۔

1: الشیخ ابوالحسن اللخمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّهَامَدِيْنَةٌ (یہ شہر تھا)

(فتح الباری لابن حجر ج4ص489)

2: امام ابوعبید عبد اللہ البکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَدِيْنَةٌ بِالْبَحْرَيْنِ لِعَبْدِ الْقَيْسِ (یہ بحرین میں قبیلہ عبد القیس کا ایک شہر تھا)

(شرح سنن ابی داؤد للعینی ج4ص389 باب الجمعۃ فی القری)

3: امام شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سھل السرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَجُوَاثیٰ مِصْرٌ بِالْبَحْرَيْنِ" (جواثیٰ بحرین کا ایک شہر ہے)

(المبسوط للسرخسی ج2ص40)

[3]: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ

(صحیح البخاری ج1ص123 باب الرخصۃ ان لم یحضر الجمعۃ فی المطر)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ جمعہ کے لئے اپنی اپنی جگہوں اور مضافات سے باری باری آتے تھے۔
مدینہ منورہ کے مضافات اور دیہاتوں میں جمعہ نہیں ہوتا تھا ورنہ وہ باری باری نہ آتے بلکہ سب کے سب آتے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔

[4]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو قباء میں قیام فرمایا، جو چودہ یا چوبیس دن کا تھا۔ ان ایام میں جمعہ بھی آیا لیکن کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس وہاں جمعہ پڑھا ہو یا دیگر لوگوں کو حکم دیا ہو۔ معلوم ہوا کہ دیہات نماز جمعہ کا محل نہیں۔ (ملخصاً بذل المجہود للشیخ السہارنپوری ج2ص170)

[5]: خلیفہ راشد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ

(مصنف عبد الرزاق ج3ص73 باب القری الصغار رقم 5189، مسند ابن الجعد ص438 رقم 2990)

ترجمہ: جمعہ اور تشریق (عیدین) مصر جامع (شہر) کے بغیر نہیں ہو سکتے۔

تصحیح حدیث علی رضی اللہ عنہ:

قال العلامۃ بدر الدین العینی: سند صحیح (اس کی سند صحیح ہے)

(عمدۃ القاری: ج5ص41 باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن، شرح سنن ابی داود: ج4ص391 باب الجمعۃ فی القریٰ)

قال العلامۃ الزرقانی: اسنادہ صحیح (اس کی سند صحیح ہے)

(شرح الزرقانی لموطا امام مالک: ج2ص487)

قال العلامۃ ابن حجر عسقلانی: وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ (اس کی سند صحیح ہے)

(الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ: ج1ص177 باب الجمعۃ)

دلیل نمبر 5:

عبد الرزاق عن ابن جریج قال أخبرنی بعض أهل المدینة عن غیر واحد منهم أن النبی صلی الله علیه و سلم اجتمع فی زمانه یومُ جمعة ویومُ فطر أو یومُ جمعة وأضحیٰ فصلی بالناس العید الأول ثم خطب فأَذِنَ للأنصار فی الرجوع إلی العوالی وترکِ الجمعة فلم یزل الامر علی ذلك بعدُ

(مصنف عبد الرزاق: ج3 ص176 باب اجتماع العیدین)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمعہ اور عید الفطر یا جمعہ اور عید الاضحیٰ ایک ہی دن جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پہلی عید پڑھائی اور خطبہ دیا۔ پھر انصار کو اجازت دی کہ وہ بستیوں میں واپس جاسکتے ہیں اور جمعہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہمیشہ یہی طریقہ جاری رہا۔

دلیل نمبر 6:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ

(صحیح البخاری: ج2 ص835 ب باب مایؤکل من لحوم الاضاحی ومایتزود منھا)

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو عبید نے کہ وہ عید الاضحیٰ کے موقع پر نماز کے لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ان دونوں عیدوں کے روزے رکھنے سے منع کیا ہے، ان دونوں میں سے ایک تو عید الفطر ہے دوسرے وہ ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔ ابو عبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں پھر میں عید کی نماز کے لیے حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ حاضر ہوا یہ اتفاق سے جمعہ کا دن تھا آپ نے بھی خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا فرمایا لوگو! یہ ایسا دن ہے کہ جس میں تمہارے لیے دو عیدیں اکھٹی ہو گئی ہیں۔ اہل عوالی میں سے جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے وہ انتظار کرے اور جو واپس جانا چاہیے میری طرف سے اس کو اجازت ہے۔

اس حدیث میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ اجازت و اختیار صرف دیہات والوں کے لیے تھا، اہلِ مدینہ کے لیے ہر گز نہ تھا ورنہ "اھل العوالی" کی تخصیص بے معنیٰ ہو جاتی۔

دلیل نمبر 7:

عن عُمَرَ بن عبد الْعَزِیزِ قال اجْتَمَعَ عِیدَانِ علی عَهْدِ رسول اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیه وسلم فقال من أَحَبَّ أَنْ یَجْلِسَ من أَهْلِ الْعَالِیَةِ فَلْیَجْلِسْ فی غَیْرِ حَرَجٍ

(کتاب الام: ج1 ص428)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: اہل عوالی میں سے جو (نماز جمعہ کے لیے) بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے بغیر کسی تنگی کے۔

فائدہ:

یہاں سے وہ روایات پیش کی جارہی ہیں جن میں "اہل العوالی" کی قید تو نہیں لیکن سیاق وسباق، قرائن اور ماقبل کے عموم سے سمجھ میں آتا ہے کہ تخییر کا یہ حکم "اہل عوالی" کے لیے ہے۔ یہ بھی ہمارے دعویٰ پر دلائل ناطقہ ہیں۔

دلیل نمبر 8:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ :« إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ عِيدُكُمْ هَذَا وَالْجُمُعَةُ وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُجَمِّعَ فَلْيُجَمِّعْ ». فَلَمَّا صَلَّى الْعِيدَ جَمَّعَ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج3 ص318 باب اجتماع العیدین)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو عیدیں جمع ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج تمہاری عید اور جمعہ کا دن جمع ہوا ہے، ہم جمعہ ضرور پڑھیں گے تو جو چاہے جمعہ پڑھے" چنانچہ جب آپ نے عید پڑھا لی تو جمعہ بھی پڑھا۔

استدلال:

1: اس میں "إِنَّا مُجَمِّعُونَ" میں "إِنَّا" ضمیر جمع متکلم کے لیے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام اہل مدینہ کو شامل ہے۔ یہاں جملہ اسمیہ موکدہ ہے جو یہ مفہوم بتاتا ہے کہ "ہم سب اہل مدینہ تو لازماً جمعہ پڑھیں گے (کیونکہ ہم پر فرض ہے)" تو بعد والے جملہ "فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُجَمِّعَ فَلْيُجَمِّعْ" کا تعلق بالیقین ان لوگوں سے ہے جن پر جمعہ فرض نہیں ہے اور وہ اہل عوالی ہیں۔

2: نیز السنن الکبریٰ للبیہقی میں یہی روایت مذکور ہے، اس میں "اہل العوالی" قید موجود ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج3 ص318 باب اجتماع العیدین)

بقول امام بیہقی یہ زیادتی اگرچہ ضعیف ہے لیکن مفہوم بالا ہماری تائید کے لیے کافی ہے۔

3: ماقبل والے دلائل کے عموم سے معلوم ہوا کہ جمعہ لازماً پڑھنا اہلِ مدینہ کے لیے ہے اور اختیار دینا اہل عوالی کے لیے ہے۔

دلیل نمبر 9:

عن ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه و سلم : أنه قال اجتمع عيدان في يومكم هذا . فمن شاء أجزأه من الجمعة . وإنا مجمعون ان شاء الله

(سنن ابن ماجہ: ص94- باب ماجاء فیما اذا اجتمع العیدان فی یوم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں جو چاہے یہ عید ہی اس کے لیے جمعہ کے عوض ہے لیکن ہم ان شاء اللہ جمعہ ضرور ادا کریں گے۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفي ذلك دليل على أن فرض الجمعة والظهر لازم وأنها غير ساقطة وأن الرخصة إنما أريد بها من لم تجب عليه الجمعة ممن شهد العيد من أهل البوادي والله أعلم وهذا تأويل تعضده الأصول وتقوم عليه الدلائل ومن خالفه فلا دليل معه ولا حجة له.

(التمہید لابن عبد البر: ج4 ص402 تحت الحدیث: الواحد والاربعون)

ترجمہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جمعہ اور ظہر کی فرضیت لازم ہے، یہ ساقط نہیں ہوں گے اور رخصت کا تعلق ان دیہاتی لوگوں کے ساتھ ہے جو عید کی نماز پڑھنے کے لیے تو آتے ہیں لیکن ان پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اصولوں کی روشنی میں اس روایت کا یہی مطلب سمجھ میں آتا ہے اور اس پر کئی دلائل قائم ہیں۔ جو لوگ اس موقف سے اختلاف رکھتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل و حجت نہیں ہے۔

دلیل نمبر 10:

عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ عَلِيٍّ فَشَهِدَ بِهِمَ الْعِيدَ ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّا مُجَمِّعُونَ ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَشْهَدَ فَلْيَشْهَدْ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ:ج2ص92 باب فی العیدین یجتمعان یجزیٔ احدہما من الاخر)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ دن میں دو عیدیں جمع ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز عید پڑھائی اور فرمایا: ہم جمعہ ضرور ادا کریں گے تو جس کا ارادہ ہو کہ جمعہ میں حاضر ہو وہ ضرور حاضر ہو جائے۔

استدلال:

اس میں ''اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ'' میں ''اِنَّا'' ضمیر جمع متکلم کے لیے ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام شہریوں کو شامل ہے۔ یہاں جملہ اسمیہ موکدہ ہے جو یہ مفہوم بتاتا ہے کہ ''ہم سب اہل مدینہ تو لازماً جمعہ پڑھیں گے (کیونکہ ہم پر فرض ہے)'' تو بعد والے جملہ ''فَمَنْ اَرَادَ أَنْ يَشْهَدَ فَلْيَشْهَدْ'' کا تعلق بالیقین ان لوگوں سے ہے جن پر جمعہ فرض نہیں ہے اور وہ اہل عوالی ہیں۔ چنانچہ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قولہ وانا مجمعون: دلیل علی ان ترکھا لا یجوز

(البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج3ص114 باب صلاۃ العیدین)

ترجمہ: حدیث کے الفاظ ''اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ'' (کہ ہم تو جمعہ کی نماز ضرور ادا کریں گے) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جمعہ کا ترک جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وإذا كان يَوْمُ الْفِطْرِ يوم الْجُمُعَةِ صلى الْإِمَامُ الْعِيدَ حين تَحِلُّ الصَّلَاةُ ثُمَّ أَذِنَ لِمَنْ حَضَرَهُ من غَيْرِ أَهْلِ الْمِصْرِ في أَنْ يَنْصَرِفُوا إنْ شاؤوا إلَى أَهْلِيهِمْ وَلَا يَعُودُونَ إلَى الْجُمُعَةِ وَالِاخْتِيَارُ لهم أَنْ يُقِيمُوا حتى يُجَمِّعُوا أو يَعُودُوا بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ إنْ قَدَرُوا حتى يُجَمِّعُوا وَإِنْ لم يَفْعَلُوا فَلَا حَرَجَ إنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى

(کتاب الام للشافعی:ج1ص428 کتاب صلاۃ العیدین- باب اجتماع العیدین)

ترجمہ: جب عید الفطر کا دن جمعہ کے دن میں آجائے تو امام عید کا وقت ہونے پر عید کی نماز پڑھائے، پھر جو شہر والے نہیں ہیں ان کو اجازت دے دے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے اہل کی طرف واپس چلے جائیں اور جمعہ پڑھنے کے لیے واپس نہ آئیں اور انہیں اختیار ہے کہ وہ جمعہ پڑھنے کے لیے ٹھہرے رہیں یا جانے کے بعد اگر قدرت ہو تو جمعہ پڑھنے کے لیے واپس آجائیں اور جمعہ ادا کریں۔ اگر ان دیہات والوں نے ایسا نہ کیا (یعنی جمعہ نہ پڑھا) تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

سقوط الجمعة والظهر بصلوة العيد متروك مهجور لايعول عليه وتأويل ذالك في حق اهل العالية ومن لاتجب عليه الجمعة۔

(البنایۃ شرح الہدایۃ:ج2ص9ص10)

ترجمہ: عید کی نماز کی وجہ سے جمعہ اور ظہر کی نماز کا ساقط ہو جانا متروک، مہجور اور غیر معتمد ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا) ترک جمعہ کی اجازت دینا اہلِ عوالی (دیہات والوں) اور ان لوگوں کے لیے ہے جن پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر 1:

عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَكَيْفَ صَنَعَ قَالَ صَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ فَقَالَ « مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ ».

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 153 باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ایسے موقع کی حاضری آپ کو ملی ہے کہ جب جمعہ اور عید اکٹھے ہو گئے ہوں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں! آپ نے عید کی نماز پڑھی، پھر جمعہ کے متعلق رخصت دے دی اور فرمایا: جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے۔

جواب نمبر 1:

اس میں ایک راوی "ایاس بن ابی رملہ" ہے اور یہ مجہول روای ہے۔

1: علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

فی حديث زيد بن أرقم حين سأله معاوية. قال ابن المنذر: لا يثبت هذا، فإن إياسا مجهول.

(میزان الاعتدال: ج 1 ص 268، 269 تحت ترجمۃ: ایاس بن معاویۃ)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے روایت جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے کا ذکر ہے، اس کے متعلق ابن المنذر فرماتے ہیں: یہ حدیث ثابت نہیں اس لیے کہ "ایاس" مجہول راوی ہے۔

2: علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

مجهول من الثالثة

(تقریب التہذیب: ص 155 رقم الترجمۃ 587)

یہ تیسرے طبقہ کے ہیں اور مجہول ہیں۔

غیر مقلدین کا کہنا:

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَة (بلوغ المرام: باب صلاۃ الجمعۃ)

جواب:

یہ حافظ صاحب کا وہم ہے، اس لیے کہ خود حافظ صاحب نے ان کو "مجہول" کہا ہے (کما مر) نیز امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو صحیح قرار نہیں دیتے بلکہ اس کی صحت کو "ابن ابی رملۃ" کی عدالت کے ساتھ معلق کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

إن صح الخبر فإني لا أعرف إياس بن أبي رملة بعدالة ولا جرح.

(صحیح ابن خزیمۃ: ج 1 ص 709 رقم الحدیث 1464)

ترجمہ: اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تب بھی میں ایاس بن ابی رملہ کے بارے میں نہ تعدیل جانتا ہوں نہ جرح۔

جواب نمبر 2:

یہ حکم اہل عوالی اور دیہات والوں کے لیے ہے۔ علامہ عبد الحئ لکھنوی لکھتے ہیں:

وهو محمول عندنا على أنه رخص لمن لا يجب عليه الجمعة من أهل القرى الذين كانوا يحضرون العيد

(حاشیہ موطا امام محمد: ص139-باب صلاۃ العیدین وامر الخطبۃ)

اس کی تائید ایک مرسل روایت سے ہوتی ہے، جس میں "اہل العالیۃ" کی قید موجود ہے، چنانچہ امام بیہقی فرماتے ہیں:

وَرُوِيَ هَذَا، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم مُرْسَلًا مُقَيَّدًا بِأَهْلِ الْعَالِيَةِ

(السنن الصغریٰ للبیہقی: ج3 ص318 باب صلاۃ العیدین)

جواب نمبر3:

اس روایت میں "مَنْ" سے عموم مراد نہیں کہ یہ حکم ہر ایک کے لیے (چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی) ثابت کیا جائے بلکہ ما قبل والے دلائل کے قرینہ سے یہ "من" خاص ہے اور اہل العوالی کے لیے ہے۔ اس لیے کہ کلمہ "من" کے متعلق علماء اصول مثلاً امام سرخسی وغیرہ فرماتے ہیں:

وهي عبارة عن ذات من يعقل وهي تحتمل الخصوص والعموم

(اصول السرخسی: ج:1: ص:155 نور الانوار: ص:75 وص81، شرح مواقف للجرجانی: ج:2: ص:458)

قرآن مجید میں بھی لفظ "من" کئی مقامات پر خصوص کے لیے آیا ہے۔ مثلاً:

1: قال عز وجل: وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ۔ (الشوری:5)

اور دوسرے مقام پر تصریح فرمادی کہ فرشتے صرف مومنین کے لیے ہی دعا کرتے ہیں:

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا الآية۔ (المومن:7)

معلوم ہوا کہ یہاں من یہاں عموم کے لیے نہیں بلکہ خصوص کے لیے ہے۔

2: قال عز وجل: أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ (الملک:16،17)

یہاں مَنْ ہے اور مراد صرف اللہ تعالی کی ذات ہے۔

دلیل نمبر2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلی الله علیه وسلم- أَنَّهُ قَالَ « قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ ».

(سنن ابی داود: ج1 ص153 باب إذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج تمہاری عید اور جمعہ کا دن اکٹھا ہوا ہے، جو چاہے عید کی نماز اس کے جمعہ سے کفایت کر جائے گی، لیکن ہم جمعہ ضرور پڑھیں گے۔"

جواب نمبر1:

اس میں ایک راوی "بقیۃ بن الولید" ہے، اس پر محدثین نے جرح کی ہے۔

1: وقال ابن عيينة لا تسمعوا من بقية ما كان في سنة واسمعوا منه ما كان في ثواب وغيره.

کہ بقیہ سے سنت کے باب میں کوئی روایت نہ سنو البتہ ثواب وغیرہ کے باب میں سن لیا کرو۔

2: وقال أبو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به

کہ اس کی حدیث کو لکھا تو جائے لیکن اس سے استدلال نہ کیا جائے۔

3: وقال أبو مسهر الغسانی بقیة لیست أحادیثه نقیة فکن منها علی تقیة.

کہ بقیہ کی روایت کردہ احادیث صحیح نہیں ہیں، ان سے بچو۔

4: وقال ابن خزیمة لا احتج ببقیة

کہ میں اس (کی احادیث) سے دلیل نہیں لیتا۔

5: وقال الخطیب فی حدیثه مناکیر إلا أن أکثرها عن المجاهیل

کہ اس کی روایت کردہ احادیث میں منکر روایات ہوتی ہیں اور اکثر تو مجہول رواۃ سے بھی ہوتی ہیں۔

6: وقال البیهقی فی الخلافیات اجمعوا علی أن بقیة لیس بحجة

محدثین کا اجماع ہے کہ بقیہ حجت نہیں ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص445 تا448 تحت ترجمۃ بقیۃ بن الولید)

جواب نمبر2:

بالفرض اسے صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی اس میں "اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ" کا لفظ موجود ہے جو دلیل ہے کہ اس رخصت کا تعلق اہل عوالی اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر جمعہ فرض نہیں ہے، رہے اہل المدینہ تو ان پر چونکہ جمعہ فرض ہوتا ہے اس لیے "اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ" کے لفظ کی موجودگی میں جمعہ ساقط نہیں ہوگا۔ چنانچہ محدث کبیر مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و القرینة علی ذلك بانه قد صرح فیه اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ، و المراد فیه من جمع المتکلم اهل المدینة فهذا یدل دلالةً واضحةً بان الخطاب فی قوله: "من شاء منکم ان یصلی" الی اهل القریٰ لا الی اهل المدینة۔

(بذل المجہود شرح سنن ابی داود: ج2 ص173 باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

ترجمہ: اس کا قرینہ (کہ یہ حکم دیہات والوں کے لیے ہے) یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں "اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ" (ہم تو جمعہ ضرور ادا کریں گے) فرمایا ہے۔ اس میں "اِنَّا" جمع متکلم کے صیغہ سے مراد اہل مدینہ ہیں۔ تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ "من شاء منکم ان یصلی الخ" میں خطاب بستی والوں کو ہے نہ کہ اہل مدینہ کو۔

علامہ بدر الدین العینی ایک مقام پر لکھتے ہیں:

قوله وانا مجمعون: دلیل علی ان ترکها لا یجوز

(البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج3 ص114 باب صلاۃ العیدین)

ترجمہ: حدیث کے الفاظ "وانا مجمعون" (کہ ہم تو جمعہ کی نماز ضرور ادا کریں گے) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جمعہ کا ترک جائز نہیں۔

دلیل نمبر3:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وُحْدَانًا وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَصَابَ السُّنَّةَ.

(سنن ابی داود: ج1 ص153 باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

ترجمہ: عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کا دن جمعہ کے روز آیا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہمیں شروع دن میں نماز پڑھائی۔ پھر ہم جمعہ کے لیے چلے تو آپ باہر تشریف نہ لائے اس لیے ہم نے اکیلے اکیلے نماز پڑھ لی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت

طائف گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے تو ہم نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: ابن زبیر نے سنت والا کام کیا ہے۔

جواب نمبر 1:

یہ صحابی کا عمل ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک صحابی کا قول و عمل حجت نہیں ہے:

1: افعال الصحابة رضی الله عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها ۔ (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص58)

کہ صحابہ کے افعال کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الاہلہ: ج1 ص28)

4: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص80)

5: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔ (عرف الجادی: ص80)

6: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔ (بدور الاہلہ: ص129)

جواب نمبر 2:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ اثر دو سندوں سے مروی ہے اور دونوں میں تضاد ہے۔

1: صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وُحْدَانًا

کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہمیں شروع دن میں نماز پڑھائی۔ پھر ہم جمعہ کے لیے چلے تو آپ باہر تشریف نہ لائے اس لیے ہم نے اکیلے اکیلے نماز پڑھ لی۔

2: عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَجَمَعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ.

کہ دو عیدیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع ہوئیں تو آپ نے دونوں کو دو رکعت صبح کے وقت پڑھا دیا اور مزید رکعتیں نہیں پڑھائیں یہاں تک کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

(سنن ابی داود: ج1 ص153 باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

پہلی روایت میں عید کی نماز اور جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنے کا ذکر ملتا ہے جبکہ دوسری میں عید اور جمعہ دونوں کی ادائیگی محض صبح کی دو رکعتوں سے کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ جب روایات متضاد ہیں تو غیر مقلدین کی دلیل نہیں بن سکتیں۔

جواب نمبر 3:

دراصل حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں کم سن بچے تھے۔ یہ بات عین ممکن ہے کہ انہوں نے یہ اعلان سنا ہو "فمن شاء ان یجمّع فلیجمّع" (جو شخص جمعہ پڑھنا چاہے وہ جمعہ پڑھ لے) جو کہ اہل عوالی کے لیے تھا لیکن انہوں نے پوری مراد کو نہ سمجھا ہو اور اس کا مخاطب اہل مدینہ یعنی شہریوں کو بھی جانا ہو۔ اس فہم کی بناء پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز عید پڑھائی ہو، جمعہ نہ پڑھا ہو اور نماز عید اور جمعہ کے لیے دو رکعتوں کو ہی کافی سمجھ لیا ہو جیسا کہ "فجمعهما جمیعا فصلاهما رکعتین" کے الفاظ سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو تصدیق فرمائی تھی اس کا منشاء بھی یہی تھا کہ انہوں نے بھی اس حکم کا مخاطب اہل مدینہ یعنی شہریوں اور اہل عوالی کو جانا تو تصدیق فرما دی۔ چنانچہ محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و اما ابن عباس و ابن الزبیر فکانا اذ ذاك صغیرین غیر انهما سمعا المنادی و النداء بآذانهما و ان لم یفهما ما ارید به فاخر ابن الزبیر صلاۃ العید الی ما قبل الزوال و قدم الجمعة و لعله کان یری جواز تقدیم الجمعة علی وقت الزوال کما یراه

آخرون فصلی الجمعة و ادخل فیها صلاة العید فلهذا لم یصل الظهر کما یدل علیه ظاهر الروایة و لما کان ابن عباس سمع باذنه ایضاً ما نودی به فی ذلك الوقت قال فیه انه اصاب السنة ای ما سمعتُه منه صلی الله علیه و سلم من قوله: من شاء فلیصل انتهی.

(بذل المجہود: ج2 ص173 باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید)

ترجمہ: حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس دور میں کم سن تھے، انہوں نے یہ اعلان اپنے کانوں سے سنا لیکن اس کی مراد کو نہ سمجھ پائے، اس لیے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز کو زوال سے قبل تک موخر کیا اور جمعہ کو زوال سے پہلے ادا کیا۔ شائد آپ اس بات کے قائل تھے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ کئی ایک حضرات کا بھی یہ موقف ہے۔ چنانچہ آپ نے جمعہ پڑھا اور عید کی نماز کو اسی (جمعہ کی نماز) میں داخل کر دیا، اسی لیے آپ نے ظہر کی نماز ادا نہ فرمائی جیسا کہ روایت کے ظاہر سے مفہوم ہو رہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی حدیث (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) اپنے کانوں سے سنی تھی اس لیے انہوں نے فرمایا تھا: ''ابن زبیر نے سنت پر عمل کیا ہے۔''